مقالات

محترمہ ثریا بتول سپرا کیلانی

(قسط نمبر ۲)

عائلی زندگی اور مسلمان بیوی کے فرائض

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب میں بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہؓ کا ذکر سنتی تو کہتی کیا حضرت خدیجہؓ کے سوا کوئی عورت نہیں ہے۔ تو آپؐ فرماتے کہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن سے اولاد دی تھی اور وہ نیک اور باوفا خاتون تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپؐ کے نکاح میں نو ازواجِ مطہراتؓ رہیں جو عام اصولِ فطرت کے مطابق ہر مزاج اور طبیعت کی تھیں۔ پھر آپؐ ہمیشہ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے اس لیے ان کو شکایت کا موقع بھی پیش آیا، مگر آپؐ رنجیدہ نہیں ہوتے تھے اور ان کی شکایات کو خندہ پیشانی سے سُنتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی طبیعت میں بچپنا تھا، اس لیے آپؐ ان کے ساتھ اُن کے کھیل میں بھی کبھی کبھی شامل ہو جاتے۔ ان کے ساتھ دوڑ بھی لگاتے، ان کو حبشیوں کے کھیل کا تماشہ اپنے کندھوں کی اوٹ کرکے دکھایا۔ نو بیویاں بیک وقت نکاح میں ہونے کے باوجود آپؐ کا گھر عدل و انصاف اور سکون و اطمینان کے اعتبار سے جنت تھا اور خانگی لحاظ سے بھی آپؐ کی زندگی اپنی مثال آپ تھی۔

بیویوں کے حقوق کی اہمیت

ظہورِ اسلام کے بعد بعض لوگوں نے عورت کو بے قدری کی نگاہ سے دیکھا۔ اس بے قدری کی ایک شکل یہ تھی کہ عبادت و ریاضت میں اتنے محو ہوئے کہ بیویوں کی کوئی خبر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ اور حضرت ابو درداءؓ کا واقعہ بڑی تفصیل سے کتبِ احادیث میں مذکور ہے کہ کثرتِ عبادت کی بنا پر ان کی بیویوں کو شکایت پیدا ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلا کر ان کو سمجھایا۔ فرمایا:

" وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ ۔" (بخاری)

"تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔"

چنانچہ اس حق کی تفصیل یہ ہے کہ مرد صاف ستھرا رہے، لباس میں، وضع قطع میں، تاکہ اس کو دیکھ کر بیوی کو مسرت ہو، جس طرح شوہر یہ چاہتا ہے کہ بیوی صاف ستھری رہے چنانچہ مردوں کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ بیوی کو ایسے سامان فراہم کرکے دے جس سے وہ صاف ستھری رہ سکے۔ عورت کی بیماری یا ناگہانی پریشانی میں اس کی دلجوئی اور دلداری کرے، بیوی کے جذبات کا پاس کرے، زیادہ دیر پردیس میں نہ رہے۔ اگر مجبوراً رہنا پڑے تو اپنے بیوی بچوں کو ساتھ رکھے[1] اور بیوی کو والدین اور قریبی محرم رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت بھی دے۔

بیویوں کے حقوق کے بارے میں جامع فرمانِ نبوی[2]

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"لوگو عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو، وہ تمہاری زیرِ نگیں ہیں تم نے ان کو اللہ کے عہد پر اپنی رفاقت میں لیا ہے، اور ان کے جسموں کو اللہ ہی کے قانون کے تحت اپنے تصرف میں لیا ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں، جس کا آنا تمہیں ناگوار ہے۔ اگر ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مار سکتے ہو۔ اور تم پر ان کو کھلانا اور پلانا فرض ہے۔"

(مشکوٰۃ، بروایت صحیح مسلم (فی قصہ حجۃ الوداع)

"بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ پاک دامن رہیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں غیر محرم کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں[2] اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور

---

[1] قرآنِ پاک نے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۶ میں ایلاء کے ضمن میں اشارۃً کیا ہے کہ عورت مرد کی جدائی چار ماہ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے بھی حکم جاری کیا تھا کہ شادی شدہ فوجی جوانوں کو چار ماہ کے بعد گھر جانے کے لیے چھٹی ضرور دی جائے۔

[2] دورِ جاہلیت میں محرم اور غیر محرم رشتہ داروں کی کوئی تمیز نہ تھی۔ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول اور بات چیت، اور گھر میں اُن کی آمد و رفت میں کوئی مضائقہ نہ سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ آج کل کی جدید مغربی جاہلیت میں دیکھا جا سکتا ہے، اس لیے اس طرف آپؐ نے خاص توجہ دلائی۔

کھلانے میں کمی نہ کرو۔" (ابنِ ماجہ۔ کتاب النکاح)

ایک صحابی نے آکر دریافت کیا" یا رسول اللہ بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا" جیسے خود کھائے اور پہنے ویسا اسے کھلائے اور پہنائے، نہ اُس کے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اُس کو بُرا بھلا کہے۔ اور نہ سزا کے طور پر اس کو گھر سے نکالے۔"

(ابوداؤد، ابنِ ماجہ)

مختصراً مرد کے فرائض حسب ذیل ہیں:

حقِ مہر یہ وہ رقم ہے جو حقِ زوجیت کے عوض بیوی کو ادا کی جاتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً۔" (النساء: ۴)

"عورتوں کے مہر خوشدلی سے ادا کرو۔"

"وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً۔"

(النساء: ۲۴)

"ان (محرم اور شوہر والی عورتوں) کے سوا جتنی عورتیں ہیں انہیں اپنے مال کے ذریعہ حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، بشرطیکہ پاکدامنی مقصود ہو نہ یہ کہ آزادانہ شہوت رانی کرنے لگو۔ پھر جو تم ان سے ازدواجی زندگی کا لطف اٹھاؤ، اس کے بدلے ان کو فرض کے طور پر مہر ادا کرو۔"

بہرحال مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔ یہ کوئی متعین رقم نہیں ہے بلکہ مرد کی استطاعت کے لحاظ سے بوقتِ نکاح جو طے پا جائے وہ مرد کو ادا کرنی پڑتی ہے اور مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ حیلے بہانے سے اس رقم کو ہضم کرے، یا اس کا کچھ حصہ اڑا لے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے مال مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ تھی کہ مہر ادا نہیں کرے گا وہ دراصل زانی ہے۔ اور جس نے قرض لیا اور نیت یہ تھی کہ وہ قرض ادا نہیں کرے گا وہ دراصل چور ہے۔"

"من تزوّج امرأةً بصداقٍ ینوی اَن لا یؤدّیہ الیھا فھو زان

ومن ادان شیئاً ینوی ان لایقضیہ فھو سارق“۔

(مجموعہ فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۳۲ کتاب النکاح ومجمع الزوائد ج۴ ص۱۳۱)

تاہم بیوی کو معاف کرنے کا حق ہے، چاہے کچھ حصہ معاف کرے یا پورا معاف کرے۔ مگر یہ اس کا معاف کرنا اپنی آزادانہ مرضی سے ہو، اگر جبر سے معاف کرایا جائے تو فقہاء کے نزدیک شوہر اس کو ادا کرنے کا پابند ہے۔

چنانچہ سورہ بقرۃ آیت نمبر ۲۳۷ میں ارشاد ہوتا ہے:

”اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ۔“ ”مگر یہ کہ عورتیں معاف کردیں۔“

”فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْسًا فَکُلُوْہُ ھَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا۔“

(النساء: ۴)

”اگر عورتیں دل کی خوشی سے اس کا کچھ حصہ معاف کردیں، تو تم اسے مزے سے کھا سکتے ہو۔“

عورت کا نان نفقہ شوہر کا دوسرا فرض (یا عورت کا دوسرا حق) یہ ہے کہ وہ بیوی کی تمام ضروریات پوری کرے اپنی حیثیت کے مطابق جیسا خود پہنے ویسے اس کو پہنائے اور جیسا خود کھائے ویسا اس کو کھلائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ۔“

(البقرۃ: ۲۳۶)

”خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی استطاعت کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے۔“

نفقہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو نہیں دیتا تو یا تو وہ دینے کی استطاعت نہیں رکھتا یا پھر وہ استطاعت کے باوجود نہیں دیتا۔ استطاعت نہ رکھنے کی صورت میں مختلف فقہی نظریات ہیں، لیکن امام مالکؒ کا مسلک اقرب الی الصواب نظر آتا ہے کہ ماہ یا دو ماہ یا کچھ مناسب مدت تک مرد کو مہلت دی جائے لیکن اگر وہ پھر بھی نفقہ کا بندوبست نہ کرسکے تو پھر زوجین میں علیحدگی کرادی جائے۔

اور جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود عورت کو نفقہ نہیں دیتا تو یہ ظلم ہے۔

قاضی کا فرض ہے کہ وہ عورت کو نفقہ دینے پر مرد کو مجبور کرے۔ اگر شوہر پھر بھی حاکم کے حکم کی تعمیل نہ کرے تو امام مالکؒ کے نزدیک قاضی ان میں علیحدگی کرا دے، کیونکہ قرآن کی رُو سے نفقہ عورت کا حق ہے اور جب کوئی مرد استطاعت کے باوجود عورت کو خرچ نہیں دیتا تو عورت کا اس مرد سے زبردستی بندھے رہنا بہت سے فسادات کا باعث ہو سکتا ہے۔

عدل و انصاف

مرد کا تیسرا فرض (یا عورت کا تیسرا حق) یہ ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ فیاضانہ برتاؤ کرے۔ اور اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں تو ان میں مساوات کے اصول پر گامزن رہے۔

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً" (النساء: ۳)

"اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ (ایک سے زائد بیویوں کے درمیان) انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کافی ہے"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

"وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا" (النساء: ۱۲۹)

"اور تمہارے بس میں نہیں کہ عورتوں میں پورا انصاف کر سکو، اگرچہ تم ایسا چاہتے ہو، تو پھر ایک بیوی کی طرف ہی پورا نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو بالکل بے سہارا لٹکتی ہوئی چھوڑ دو۔ اور اگر تم اپنے طرزِ عمل کو درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

دونوں بیویاں ہر لحاظ سے ایک جیسی نہیں ہو سکتیں۔ ایک بدصورت ہے دوسری خوش شکل، ایک بیمار ہے دوسری تندرست، ایک جوان ہے دوسری معمر، ایک بدمزاج ہے دوسری خوش مزاج، اس طرح کے دونوں میں کئی فرق ہو سکتے ہیں، جن کی وجہ سے طبعاً آدمی کی طبیعت ایک کی طرف زیادہ اور دوسری کی طرف کم ہو سکتی ہے، مگر اس کے باوجود ضروری ہے کہ تم دوسری طرف بھی کم از کم اتنا تعلق ضرور رکھو کہ وہ عملاً بالکل معلق ہو کر نہ رہ جائے، گویا اس کا کوئی شوہر ہے ہی نہیں، اور نان نفقہ بھی بہرحال تمہیں اس کا دینا ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے حقوق کی

ادائیگی میں پورا پورا انصاف فرماتے اور ساتھ دُعا فرمایا کرتے :

"اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا اختیار ہے اور مجھے اس چیز پر ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضے میں ہے اور میرے قبضے میں نہیں! یعنی طبعی میلان!" (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

مرد غیر شرعی بات کا حکم نہیں دے سکتا

اگرچہ مرد کو عورت پر ایک درجہ زائد حاصل ہے، اور عورت کو مرد کی فرمانبرداری کرنے کا حکم ہے، مگر اس کے باوجود دونوں کا اصل مقصود تو رضائے الٰہی ہے اور اللہ اور رسول ؐ کے احکام پر عمل پیرا ہونا! ــــ اس لیے مرد عورت کو کوئی غیر شرعی حکم دینے کا مجاز نہیں ہے اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو پھر عورت کو اس کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ۔" (شرح السُّنّۃ)

"خالق کی نافرمانی کی شکل میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔"

بیوی کے فرائض۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ۔" (النسآء ۳۴)

"پس جو نیک روش رکھنے والی عورتیں ہیں، فرمانبردار ہوتی ہیں اور مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی محافظ ہوتی ہیں۔"

یہاں نیک عورت کی پہچان بتائی گئی ہے کہ وہ مرد کی اطاعت گزار اور فرمانبردار ہوتی ہے۔ یہاں حقوق کی حفاظت میں وہ ساری چیزیں شامل ہیں جو عورت کے پاس بطورِ امانت ہوتی ہیں اور جن کی حفاظت کی شوہر عورت سے بجا طور پر توقع رکھتا ہے۔ مال واسباب کی حفاظت، عزت و آبرو کی حفاظت، شوہر کے رازوں کی حفاظت، قول وقرار کی حفاظت وغیرہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے :

"خیرُ النّسآءِ امراۃٌ اذا نظرت الیھا سرّتک واذا امرتھا اطاعتک واذا غبت عنھا حفظتک فی مالک ونفسھا ۔"

"بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے جب تم اسے

کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر میں نہ ہو تو تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے مال اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔"

خاندان کا استحکام، بچوں کی اچھی تربیت اور گھریلو زندگی کے مفادات کا بڑی حد تک انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ عورت کا رویہ اور مزاج مرد سے ہم آہنگ ہو۔ مگر عورت کے اس نیک رویہ کی برکات محض اس دنیا تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اگر وہ اللہ کا حکم سمجھ کر اور رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اپنے رویے کو درست رکھتی ہے تو اس کا ہر عمل اللہ کی نگاہ میں عبادت ہے اور آخرت میں بے حد و حساب اجر و ثواب کا موجب ہے۔ اس طرح گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے عورت کا ہر قدم جنّت کی طرف اُٹھے گا، اور وہ اپنے شوہر کی خوشنودی میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرے گی۔

اس سلسلہ میں مزید ارشاداتِ نبویؐ ملاحظہ ہوں:

"المرأة اذا صلّت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها و اطاعت بعلها فلتدخل من اىّ ابواب الجنّة شاءت۔"

(مشکوٰۃ، کتاب النکاح)

"جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت آبرو کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو تو وہ جنّت کے جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو جائے۔"

"المرأة راعية على بيت زوجها وولده وهى مسئولة عنهم۔"

"عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچّوں کی نگران ہے اور ان کے بارے میں وہ جوابدہ ہے۔" (بخاری و مسلم)

مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ اور احادیث کی روشنی میں بیوی کے درج ذیل فرائض بنتے ہیں:

شوہر کی فرمانبرداری

عورت مکمل طور پر شوہر کی فرمانبردار ہو۔ اور اس کے حکم کو بجا لائے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ جس مرد نے اپنی کمائی اور جائداد بیوی کے آرام و عافیت کے لیے اس کے قدموں میں ڈال دی، اس پر اعتماد کیا اور اسے اپنی انس و محبت کا مرکز بنالیا، اس کی تعظیم و تکریم بجالانا، بخوشی اس کی فرمانبرداری کرنا، خلوصِ نیت سے اس کا ساتھ دینا عورت کے لیے لازمی ہونا چاہیے۔ شوہر کی رضا کی ضرورت عورت کو دُنیا میں بھی ہے

اور آخرت میں بھی۔ یہ اطاعتِ شوہر اس لیے ہو کہ رفیقِ حیات ہے۔ اپنے آپ کو غلام اور محکوم تصوّر نہ کرے، بلکہ رفیقۂ حیات بن کر اس کی فرمانبرداری کرے۔ ارشاداتِ نبوی ملاحظ ہوں:

"اگر میں کسی کو اللہ کے سوا سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو پہلے عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔" (مشکوٰۃ عن ترمذی) (گویا شوہر مجازی خدا ہے جس کا ہر حکم ماننا واجب ہے بشرطیکہ وہ خلافِ اسلام نہ ہو!)

"جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنّت میں داخل ہو گی۔" (مشکوٰۃ)

"شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے اور نہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے دے۔" (بخاری، مُسلم)

چنانچہ ہر معاملہ میں مرد سے تعاون کرنا، مشکل وقت میں اس کی غمگساری کرنا، دل و جان سے اس کی تعظیم کرنا اور فرمانبرداری کرنا عورت کے لیے ضروری ہے۔ اور یہی وہ خاتون ہے جس کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اس دنیا کی بہترین نعمت "نیک بیوی" ہے۔ اگر گھریلو زندگی میں ایسی کوئی بات ہو جائے جو عورت کو ناپسند ہو تو بھی حوصلے اور برداشت سے کام لے اور ذرا سی بات پر طلاق کا مطالبہ نہ شروع کر دے۔ ارشادِ نبویؐ ہے:

"ایما امرأةٍ سئالت زوجھا طلاقاً فی غیر باس فحرامٌ علیھا رائحۃ الجنّۃ۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ)

"جو عورت خواہ مخواہ معمولی باتوں میں اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہے، اس پر جنّت کی بو حرام ہے۔"

ناخوشگواری کی شکل میں خاتون کے دائرے میں رہتے ہوئے مرد کو اس کی زیادتی سے آگاہ کرے۔ حزم و احتیاط کے ساتھ مہذب طریقے سے مرد کو سمجھائے، تاکہ یہ گھر کا ادارہ خواہ مخواہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر برباد نہ ہونے پائے۔ عورت ایک بار پھر خود کو آمادہ کرے کہ زندگی بھر اس شوہر کے ساتھ نباہ کرے گی جس کے ساتھ وہ زندگی کا ایک حصہ گزار چکی ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

"وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَآ

اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَیْرٌ۔" (النسآء ۱۲۸)

"اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے زیادتی یا بدسلوکی کا اندیشہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ دونوں آپس میں کسی قرارداد پر مصالحت کرلیں۔ اور مصالحت بہرحال بہتر ہے۔"

اسلام میں تین دن سے زیادہ سوگ منانے کی اجازت نہیں۔ مگر بیوی کو خاوند کی وفات پر چار ماہ اور دس دن سوگ منانے کا حکم ہے۔ (بخاری ومسلم)

عورت کی نافرمانی کی شکل میں مرد کیا کرے؟

جو عورتیں اپنے شوہر کی حکم عدولی کریں یا بدمزاجی اور بے رُخی سے پیش آئیں، ان کے لیے قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا۔" (النسآء ۳۴)

"تم جن عورتوں کی بدمزاجی سے ڈرتے ہو، پس انہیں نصیحت کرو، ان کے بستر الگ کردو اور انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے خلاف الزام لگانے کے لیے راستے نہ تلاش کرو، بیشک اللہ بلند وبرتر اور بڑی شان والا ہے۔"

یعنی نافرمانی کرنے والی عورت کو پہلے تو سمجھاؤ، اگر نہ سمجھے تو دوسرے قدم پر بستر الگ کردو، پھر بھی نہ سمجھے تو تیسرے قدم پر انہیں مارو، اس سے سمجھ جائیں تو پھر اُن کے خلاف کوئی اقدام نہ کرو۔ نہ ظلم وزیادتی کرو کہ تم کو ان پر جتنا اختیار ہے، اللہ کو تم پر اس سے بہت زیادہ اختیار ہے، کیونکہ وہ بہت عالیشان اور بڑا ہے۔ اور تاکید ہے کہ یہ مار سخت نہ ہو کہ دن کو اسے مارا جائے اور رات کو اس سے اپنی خواہش پوری کی جائے۔ دوسری طرف عورت کو بھی یہ تاکید ہے کہ وہ ناجائز بات میں شوہر کی اطاعت نہ کرے۔ یہ ناجائز بات جو غیر شرعی ہو؟ مثلاً جس طرح آج کل مردوں کا بیویوں سے تقاضا ہوتا ہے کہ وہ پردہ اُتار دیں۔ بال کاٹ لیں، ان کے ساتھ بے حجاب دوستوں کے گھروں میں جائیں وغیرہ۔ ایک دفعہ ایک انصاری خاتون خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور بتایا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کردی ہے۔ اتفاق

(بقیہ صفحہ ۳۸)